...نوٹ

...ر کی ہندو ...بادی میں کمی

موت اور حیات اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور کسی طاقت اور ہستی کو اسپر اقتدار اور حکومت حاصل نہیں ہے امرتسر کی ہندو آبادی میں موت بڑھ رہی ہے اور پیدائش کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے اسپر لاہور کا ٹربیون اخبار ہندو لیڈروں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ گورنمنٹ اور میونسپلٹی کو اُن تدابیر کے اختیار کرنے پر متوجہ کریں جو کمی موت اور بیشی پیدائش اہل ہنود کا باعث ہو سکیں۔ ایسی رائے اس شخص کی قلم اور زبان سے نکل سکتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اوسکی صفات پر کوئی علم و یقین نہ ہو ہندو لیڈروں اور میونسپلٹی یا گورنمنٹ کے قبضہ قدرت میں اگر موت کا روکدینا ہوتا تو گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ پانی کیطرح طاعون کے انسداد کیلئے بہا دیا مگر کوئی تجویز کارآمد نہ ہوسکی پس موت اور حیات کو اپنے قبضہ و اختیار میں سمجھنا سخت نادانی ہے۔

نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام

مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے ہندوؤں کی نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام کیطرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر تجویزیں اور عملی تحریکیں ہوں وہ کارآمد اور مفید ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے فرائض میں داخل ہیں۔

اشاعت اسلام کے سوال کے ساتھ حفاظت اسلام کے سوال کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے جس طرح پر شدھی سبھا کوشش کر رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو آریہ بنائے اسیطرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ شدھی سبھا کی کوششوں کو بارور ہونے سے روکے اور اسکی صورت یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے اس طبقہ میں جو اصول اسلام سے ناواقف ہے اور جو نومسلم ہے اسلام کے اصولوں کی حقیقت ذہن نشیں کیجاوے اور آریہ مذہب کی کمزوری سے انہیں آگاہ کیا جاوے۔

یادگار کی معقول صورت

ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے قیصر ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی یادگار کو دق اور سل کے مریضوں کے ہسپتال کی صورت میں قایم کرنیکی تحریک کی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ محض اینٹ اور پتھر کی یادگاروں اور مجسموں کے مقابلہ میں یادگار کی یہ صورت نہایت مفید معقول اور کارآمد ہے میری رائے میں ایسی تجویز پر بالاتفاق عمل ہونا چاہیئے مگر زمانہ کی رَو کو کون بدل سکتا ہے آج بتوں اور مجسموں کے نصب کرنے پر عام زور دیا جاتا ہے۔

لیڈی منٹو کا پیام حجاج عورتوں کو

لیڈی منٹو نے ان مسلمان عورتوں کو جو حج کیلئے جاتی ہیں مسز کری کے ہاتھ جو پلگرم ڈیپارٹمنٹ بمبئی کی لیڈی سوپرنٹنڈنٹ ہیں یہ پیغام بھیجا ہے کہ مجھکو تمہارے حج کے جانے اور پاک فرض حجاز میں جاکر ادا کرنے سے بڑی دلچسپی اور شوق ہے۔ لیڈی منٹو کو حجاز اور مناسک حج سے پوری واقفیت ہے مسلمان خواتین کے لئے اپنے ملک کی والسرائے کی بیگم کا یہ پیغام نہایت تسلی بخش اور خوش کن ہے۔ خدا اُسے برکت دے۔ آمین

راگ کے ذریعہ علاج اور مہاراجہ اجی گڈھ

اخبارات میں یہ خبر آجکل بڑی دلچسپی سے گشت کر رہی ہے کہ ڈھاکہ میں ایک جوان سنیاسی ہے جسکی نظروں میں بلا کی تاثیر ہے اور وہ راگ کے ذریعہ علاج کرتا ہے۔ یہہ کوئی عجیب بات نہیں مجھے سال گذشتہ میں ریاست اجیگڈھ کے علمدوست اور نیک سیرت مہاراجہ صاحب کی حضور شرف نیاز حاصل تھا۔ اثنائے ملاقات میں مختلف علمی امور پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا مہاراجہ صاحب بہادر نے مجھسے موسیقی کے متعلق سوال کیا تو میں نے اسکے فلسفہ پر ایک تقریر کی جس سے ہز ہائینس از بس محظوظ ہوئے اسی ضمن میں مینے بتایا کہ راگ ایک سائنس ہے اور اب امریکہ میں راگ کے ذریعہ مریضوں کے علاج کی کوشش کیجا رہی ہے میرے اس بیان پر ہز ہائینس (جنہوں نے ہر فن میں ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں) نے اپنی تصنیفات متعلقہ موسیقی کا ایک بڑا بستہ منگوایا اور اُنہوں نے مجھے دکھایا اور بتایا کہ کس طرح پر مختلف امراض کا علاج مختلف راگوں اور راگنیوں سے ہو سکتا ہے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہر مرض کے علاج کے لئے جو راگ انہوں نے تجویز کیے ہیں وہ تصنیف بھی خود ہی کئے ہیں اور اسطرح پر اُنہوں نے فن موسیقی میں نہ صرف کمال بلکہ ایک خوبی پیدا کر دی ہے پس راگ کے ذریعہ علاج یہ کوئی نئی بات نہیں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اجیگڈھ نے راگ کے ذریعے بعض مریضوں کا علاج خود کیا اور وہ بالکل اچھے ہوگئے۔ ہندوستان میں ایسے صاحب کمال موجود ہیں مگر افسوس زمانہ کو اُنکی خبر نہیں مہاراجہ صاحب موصوف موجد اور مصنف اور طبیب ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مذاق رکھتے ہیں اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہیں مگر افسوس ہے کہ انہیں سے بہت ہی کم چھپی ہیں ہز ہائینس نے ازراہ قدردانی ایڈیٹر الحکم کو اس خدمت پر ممتاز فرمانے کا ایما فرمایا تھا کہ وہ آپ کی ایجادات اور تصنیفات اور ادویات کو رفاہ عام کیلئے شایع کرنیکا انتظام کرے مگر وہ قادیان کی محبت کو کسی دوسری جگہ کی محبت پر قربان کرنیکی خواہش نہیں رکھتا تھا تاہم ہز ہائینس کی بعض کتابیں انشاءاللہ ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ شایع ہونگی جو خدا کے فضل سے نہایت مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔

مہاراجہ صاحب کی ایک اور تصنیف

اسی ضمن میں یہ ذکر غالباً موزوں ہوگا کہ آجکل الٰہ آباد یونیورسٹی کسی اخلاقی کتاب کی تصنیف کی فکر میں ہے جس کو وہ ماتحت سکولوں میں رائج کرنا چاہتی ہے میں الٰہ آباد یونیورسٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہاراجہ صاحب ایجی گڈھ سے اس بارہ میں خط وکتابت کر کے ایک عمدہ کتاب حاصل کر سکتی ہے جو انہوں نے خاص اسی مطلب کو مدنظر رکھکر تصنیف کی ہوئی ہے مجھے اس کتاب کا مسودہ پڑھنے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ کتاب تمام مذاہب کے لوگ بلا اختلاف رائے نہایت خوشی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے وہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ جو الٰہ آباد کی یونیورسٹی کو مدنظر ہے ٭

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب

سالگرہ ملک معظم کی تقریب پر جو گزٹ خطابات کا شائع ہوا ہے اسمیں جناب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندہر کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا ہے دو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ معزز ہمعصر زمیندار اور ایڈیٹر الحکم نے خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ پر لکھا تھا کہ مرزا سلطان احمد صاحب اپنی خاندانی وجاہت کے علاوہ اپنی ذاتی قابلیت اور خوبیوں کے ایک آدمی ہیں جو گورنمنٹ کی عزت افزائی کے جائز حقدار ہیں خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو اور آوانہ اب تشنہ نہیں رہی۔ خطابات کی تقریب پر عموماً اخبارات میں نکتہ چینیاں ہوا کرتی ہیں اور بعض اوقات خطابات کی قدر وقیمت کو غیر مستحق اشخاص کو مل جانے سے نہایت ہی کم سمجھا جاتا ہے مگر مرزا سلطان احمد صاحب کے عطائے خطاب پر کل اخبارات نے متفق ہو کر اعتراف کیا ہے کہ حق بحقدار رسید۔ الحکم کو اس خطاب کے ملنے پر سب سے پہلے شکریہ کی اشاعت ضروری تہی مگر وہ ملک کے اخبارات کی آواز کو اول سننا چاہتا تھا۔ مرزا سلطان احمد صاحب قطع نظر اسکے کہ وہ قادیان کے مغل خاندان کے ایک روشن ستارہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ سے دوستانہ اور وفادارانہ تعلقات رکھتا آیا ہے اور قطع نظر اس امر کے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں مرزا صاحب کے دادا صاحب مرحوم نے گورنمنٹ کو ایک معقول دستہ سواران سے مدد دیکر اپنا فرض دوستی ووفاداری ادا کیا اور ایسا ہی مرزا سلطان احمد صاحب کے والد ماجد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مغفور جو احمدی تحریک کے امام اور پیشوا تہے انہوں نے اپنے رنگ میں جو خدمت سلطنت برطانیہ کی کی ہے اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ میدان جنگ میں لاکھوں آدمیوں کی فوج بہیجکر مدد دینے سے بھی بڑھکر مدد دینی ہی وہ بڑھکر ہے وہ یہ کہ مذہبی حیثیت سے حضرت مغفور نے مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدہ کو بٹھا دیا کہ

خونی مہدی اور مسیح کی آمد غلط عقیدہ ہے

بلکہ آنیوالا شخص ایک ہی تہا۔ جو سلامتی کا شہزادہ اور امن کا پیام رساں تہا مسیح ومہدی کی پیشگوئی جو اسلامی دنیا میں چلی آتی تھی وہ حضرت مغفور کے وجود میں پوری ہوگئی اور اس پیشگوئی نے جو پولیٹکل اہمیت مدبران ملک کے طبقہ میں پیدا کر لی تھی اور مہدی کی پیشگوئی ایک محاربہ عظیم کا خونی منظر پیش کرتی تھی اور اس سے ہمیشہ کیلئے ایک خطرہ سمجھا جاتا تہا اس خطرہ کو دور کر دیا اور اپنی طرز عمل اور چار لاکھ سے زیادہ کی جماعت کی عملی حالت نے بتا دیا کہ گورنمنٹ جو اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں سے کبھی بدک سکتی تہی آئندہ اسکا خطرہ نہیں رہا۔

اسکا زیر اب آپکا جانشین خلیفہ بلا فصل گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق وفاداری کی خیالات مذہبی رنگ اور عقیدہ کی صورت میں پیدا کر رہا ہے۔

یہ بہت بڑی خدمت حضرت مسیح موعود کی تہی عربی اور فارسی تصنیفات کے ذریعہ سے اسلامی ممالک میں پہیلایا گیا ٭ ان تمام باتوں کیساتھ خود مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنی قابلیت اور اپنے فرض منصبی کی ادائگی اور اپنے افسران کی سچی اطاعت اور وفاداری سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس خطاب کا جائز حقدار تہا اور آج سے کئی سال پہلے اس کو اس معزز خطاب سے نوازا جانا چاہئے تھا۔ ٭

زمینداروں کی بہبودی کے متعلق مرزا صاحب نے زراعتی بنکوں کے اجرا اور ایکٹ انتقال اراضی کے وقت ایک نیا سلسلہ مضامین کا لکھکر اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے وہ نمایاں امر ہے۔ پھر ان ساری باتوں کے علاوہ مرزا صاحب موصوف ایک علمی دماغ رکھتے ہیں۔ ہندوستان پنجاب کے تمام لٹریری رسالے انکی علمی تحریروں کے مرہون منت ہیں ٭ آپنے کئی اخلاقی اور علمی کتابوں کو شائع کر کے علمی دنیا میں نام پیدا کیا ہے اور گورنمنٹ پنجاب نے بھی ایسی تصانیف کے صلہ میں آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ ان دنوں آپکی ایک ضخیم کتاب چھپ رہی ہے جو اردو لٹریچر میں اپنی طرز کی پہلی مفید کتاب ہوگی اور امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ پنجاب خصوصاً اس کتاب کی قدر کریگی۔

الغرض مرزا صاحب موصوف اپنی مسلمہ دیانت اور قابلیت اور جفاکشی اور علمی مذاق کے ہمیشہ اپنے فرض منصبی کو پوری امانت کے ساتھ ادا کرنے میں مشہور رہے ہیں اور باوجود ان باتوں کے انہوں نے خطابات کے ہوس کے لوگوں کی طرح کبھی خواہش کی اور ہاتھ نہیں پہیلایا۔ اور اب مرزا صاحب کو خطاب کے دیئے جانے نے ثابت کر دیا ہے کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر اپنے نیک دل اور سکالر ماتحتوں کی بہلی خدمات کی قدر کرنیکو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

اس خصوص میں عالی جناب لوئیس ٹکلینگن صاحب بالقابہ چیف سکریٹری گورنمنٹ پنجاب خصوصاً شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کی خدمات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے میں عالی ہمتی سے کام لیا ہے۔

پس ہم اس عطائے خطاب پر گورنمنٹ پنجاب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے ایک جائز حقدار خاندان کے ایک معزز ممبر اور اپنے قابل عہدہ دار کی عزت افزائی فرمائی ٭

شکریہ کی یہ سپرٹ اور بھی بڑھ جاتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب موصوف ریاست بہاولپور میں کونسل کے ممبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ریاست بہاولپور کی خوش نصیبی ہے کہ اسے ایک بے لوث اور محنتی آفیسر ملا ہے مجھے اس خصوص میں زیادہ کہنے کی حاجت نہیں واقعات اور تجربہ خود بتا دیگا۔ امید کیجاتی ہے کہ ریاست بہاولپور کے زمینداروں کی اصلاح حالت اور انہیں

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک

(ایک کالجیٹ کے قلم سے)

اسلامیہ کالج کی سٹرائیک کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ الحکم میں شایع کیا گیا تھا۔ اسکے بعد اسلامیہ کالج کے ایک طالب علم نے ذیل کا مضمون بغرض اندراج الحکم بھیجا ہے جس کو شایع کر دینا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نمبر اول

اسلامیہ کالج کے طلباء کی سٹرائیک کا حال جو پبلک تک پہنچا ہے وہ ان اخبارات کے ذریعہ مشتہر ہوا ہے جو انجمن حمایت اسلام کے متعلق معاملہ کا تاریک پہلو دکھانے کے لئے مشہور یا بدنام ہیں اسلئے سٹرائیک کے متعلق غلط فہمی واقع ہو جانے پھیلنے کا احتمال ہے۔ چونکہ میں اس کالج کا احمدی طالب علم ہوں اور کالج سے مینے اور میرے دوسرے احمدی بھائیوں نے فایدہ اٹھایا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اس شہر کی غلط فہمیوں کو آپ کے اخبار کے ذریعہ (جس نے انجمن کے معاملات میں ہمیشہ حق گوئی کا پہلو لیا ہے) دور کروں۔ و باللہ التوفیق

پہلا باب | انجمن حمایت اسلام کی ترقی اور کالج کی کامیابی کے ساتھ ساتھ انجمن کی منتظمہ کمیٹی میں دو پارٹیاں نشو و نما پا رہی ہیں۔ اور اب کھلے طور پر دونوں پارٹیاں میدان میں نکل آئی ہیں۔ انمیں سے ایک پرانی پارٹی ہے اور دوسری نئی جماعت

یہ مسلم بات ہے کہ پرانی پارٹی ان لوگوں کی ہے جو انجمن کے بانیو اور اسکی ابتدائی مشکلات میں آڑے آتا مانگ اسکی ضروریات کو پورا کرتے رہے۔ ان کے خلوص محنت اور ہمت کو اللہ تعالےٰ نے بارور کیا اور ایک ابتدائی سکول کالج کی شکل میں ترقی کر گیا۔

نئی پارٹی میں وہ لوگ داخل ہیں جنکو خیال ہے کہ کالج کی انتظامی کل بالکل ان کے ہاتھ میں ہو۔ اور انجمن کے مختلف عہدہ دار یا وہ ہوں یا ایسے لوگ جو ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح چلیں یہ جھگڑے انجمن کے کمروں سے نکلکر اخبارات تک اور وہاں سے عدالتوں تک مختلف مقدمات کی صورت میں پہنچے اور اس خانہ جنگی نے انجمن کو مالی نقصان پہنچایا اور انجمن کے اعتماد کو صدمہ پہنچا اور یہ ہونا ہی چاہیئے تھا کہ

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم

پہلے سے اللہ تعالےٰ کا فیصلہ ہے۔ میں یہ ماننے کو طیار نہیں کہ انجمن کی یہ خانہ جنگی اور باہمی نزاع ایسے ہو رہی ہیں جو ذاتی مفاد اور اغراض کے ذلیل مقصد کو لئے ہوئے ہوں۔ ذاتیات کا اگر کوئی تعلق ہے تو اسقدر کہ دونوں پارٹیوں کے لیڈر اپنا اقتدار اور رسوخ خصوصیت سے چاہتے ہیں اور میں چونکہ حسن ظن سے کام لیتا ہوں اسلئے میں کہوں گا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں ہر دو فریق کی خواہش کالج کی بہتری اور انجمن کے دوسرے کاموں کی اصلاح ہے۔ میں نئی پارٹی کے ان الزامات کو تسلیم کرنے کو طیار نہیں کہ پرانی پارٹی انجمن کا مال ہڑپ کرنا چاہتی ہے یا اس نے کھا لیا۔ یا نئی پارٹی اپنا اقتدار حاصل کر کے اسی قسم کے مفاد کی خواہشمند ہے۔

میں تو یہی سمجھتا ہوں اور اسی کو ماننے کے لئے ہر وقت آمادہ ہوں جب تک واقعات اسکے خلاف کوئی نوعیت پیدا نہ کر دیں کہ دونوں پارٹیاں بھلائی کے گول کی طرف جا رہی ہیں مگر ابتدائی اختلاف رائے کا تخم اختلاف ہی رحمۃ کا مصداق تھا۔ بڑھتے بڑھتے اب لعنت کا رنگ اختیار کر گیا ہے جس سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان قومی انسٹیٹیوشنز کے انتظامی جھگڑوں میں اختلاف لئے پھیلا ہوا اور اس سے مخالفت اور عداوت کے بیج پرورش پانے لگے اور اب

دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو رہی ہے

میں اگر مخالفت کے اسباب پر تفصیلی بحث کروں تو مجھے ڈر ہے کہ الحکم کا ایڈیٹر بوجہ طوالت اس مضمون کو اندراج الحکم سے روک دے والا ہے چونکہ اسلامیہ سکول میں ہی تعلیم پائی ہے اسلئے سالہا سال سے اور تقریباً اس وقت سے (جبکہ اختلاف رائے اور اسی سے مخالفت کے خیالات پیدا ہوئے) ان جھگڑوں سے واقف ہوں اور بڑے لمبے ان واقعات کو پھیلا سکتا ہوں مگر میں ان تمام تفصیلات میں نہ جا کر بڑے بڑے اسباب اور محرکات پر بحث کروں گا

اول۔ انگریز پرنسپل کا تقرر۔ اصل جھگڑا اور کانسٹیٹیوشن کا جھگڑا ہے اور جس کی طرف مینے ابھی اوپر اشارہ کیا ہے مگر اسکی شاخوں میں بڑی شاخ انگریز پرنسپل کا تقرر ہے۔ نئی پارٹی جو اپنے آپ کو اصلاح طلب فریق کے نام سے نامزد کرتی ہے) یہ چاہتی تھی کہ جو کالج کا پرنسپل ہو

گو وہ کوئی ہو

اور پرانی پارٹی انجمن کی مالی حالت اور دیگر سیاسی پہلوؤں کو مدنظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی رہی اور اسکا خیال ہے کہ جہاں تک ممکن ہو

پرنسپل اپنا مسلمان بھائی ہو

میری عمر اور قابلیت کے نوجوان کے لئے اس سوال پر کوئی نتیجہ خیز بحث کرنا شاید ایک مشکل امر ہو کہ دیسی یا ولایتی پرنسپل کا فیصلہ کریں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ قوم کے معزز اور تعلیم یافتہ اور سیاسی گروہ اور تجربہ کار اور کہنہ سال اس سوال کو اس وقت تک طے نہ کر سکے ہوں اور یہی سوال بہت سی رنجشوں اور کشیدگیوں کا موجب ہو چکا ہو۔ اور اگر میں قلم اٹھاؤں تو

چھوٹا منہ بڑی بات

کا مصداق مجھے قرار دیا جائے گا لیکن میں اس سوال پر اپنے خیالات کا اظہار نہ کرنا صرف اس وجہ سے کہ میری عمر اور علم اسکا تقاضا نہیں کرتے بہت بڑی نادانی اور اخلاقی جرأت کو کچل دینا ہے۔ اسلئے میں اپنے خیالات جو کچھ بھی ہوں ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ان لوگوں کا جو اس معاملہ سے دلچسپی رکھتے ہیں فرض ہے کہ

کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ آخر دنیا میں قطعی رائے یا صایب رائے اسی طرح سے پیدا ہوا کرتی ہے۔

یوروپین پرنسپل کا تقرر جس بناء پر چاہا گیا یا چاہا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انتظامی حالت بہترین پیمانہ پر ہو۔ طلباء کی قابلیت اور زبا ندانی میں ترقی ہو میں تو اسی اصول پر اس سوال کو دیکھوں گا۔ اور پرانی پارٹی کمی اخراجات اور اپنی قومی ترقی کے سوال کو مد نظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک یوروپین جسکی مادری زبان انگریزی ہو اس کا لب ولہجہ اور تلفظ بہرحال بہتر ہوگا۔ مگر اسکے ساتھ ہی بعض مشکلات بھی ہیں۔ علیگڈھ کالج اسلامی کالجوں کے لئے ایک نظیر ہو سکتا ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ مگر یوروپین پرنسپل نے پچھلے دنوں علیگڈھ کالج کو جن مشکلات میں ڈالدیا تھا وہ بہی خواہان قوم کی یاد سے ابھی بھول نہیں گئی ہیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں میں ایک خاص جوش اور تحریک پیدا ہو گئی تھی۔ اگر قومی عتاب جو سکریٹری مدرسۃ العلوم کی نسبت ظاہر کیا گیا اپنا اثر پیدا نہ کرتا تو مدرسۃ العلوم کی زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو گیا تھا۔

ان مشکلات کو چھوڑ کر بھی مسلمان پرنسپل کا تقرر جن متعدد فوائد پر مبنی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے اول قوم کے نوجوانوں میں اس سے قومی کاموں میں دلچسپی اور مذاق پیدا ہوتا ہے

دوم قوم کے قابل نوجوانوں کے جائز اعزاز اور قومی انسٹیٹیوشنز کو قومی ہاتھوں میں دینے کا موقع ملتا ہے سوم طلباء اور پرنسپل کے ہم قوم ہونے کی وجہ کر قومی کاموں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہوتی ہے

میرے اس بیان پر پھر علیگڈھ کالج کو پیش کرکے کہا جائیگا کہ کیا یوروپین پرنسپل کے تقرر سے وہاں یہ باتیں حاصل نہیں۔ اور اگر یہ مفاد ایک مسلمان پرنسپل کے وجود سے حاصل ہو سکتے ہیں تو پھر اسلامیہ کالج میں سٹرائیک کیوں ہوا؟

اسکا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اگر محض سٹرائیک کوئی اثر ان مفاد پر ڈال سکتا ہے تو گورنمنٹ کالج لاہور اور علیگڈھ کالج میں سٹرائیک کیوں ہو گیا تھا؟

علیگڈھ کالج کے مدبر اور بزرگ ٹرسٹی غافل نہیں ہیں۔ اور وہ دل سے خواہش کرتے ہیں کہ انکے کالج کے لئے جس قدر کہ یا ل مسلمان پروفیسر مل سکیں وہ انکی عین مسرت اور دلی تمنا کا باعث ہے بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو علیگڈھ کی انتظامی باڈی نے یہ انتظام کیا ہے کہ ولایت میں ایسے نوجوان بھیجے جائیں جو پروفیسری کے لئے تیار ہو سکیں۔

نواب وقار الملک بالفاظ جس پالیسی پر کالج کو اب لیڈ کر رہے ہیں۔ اور اولڈ بوائز کا ہاتھ انتظامی امور میں بڑھا رہے ہیں۔ وہ

کالج کے شاندار مستقبل

کی امید دلاتا ہے پس اگر انجمن حمایت اسلام کی پرانی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ کالج میں مسلمان پرنسپل ہو تو اسکی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کی قابلیت سے فایدہ اٹھایا جاوے۔ یا کم از کم انکو اس قابل بنایا جاوے کہ وہ اپنے کالجوں کو خود چلا سکیں اور نہیں تو کم از کم پرنسپل یا پروفیسروں کے لئے دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے تو اس میں کیا برائی ہے؟ یہ تسلیم کرنا نہایت مشکل ہے کہ مسلمانوں میں ایک بھی قابل نوجوان نہیں ہے جو ایک کالج کا پرنسپل ہو سکے۔ اگر باوجود اسقدر تعلیمی ترقی کے ایک بھی نوجوان اس قابل نہیں ہوا تو پھر مسلمانوں کی بد قسمتی میں کیا شبہہ ہوگا۔

ہاں! یہ بھی ضروری ہے کہ جس نوجوان کے ہاتھ میں اتنی بڑی ذمہ واری کا کام دیا جاوے اسے کم از کم اس عہدہ اور کام کی اہمیت کا لحاظ کر اسے نبھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہاں! قوم کا فرض ہے کہ اسے قابل بنانا ضروری ہے۔ نہ یہ کہ اسے مشکلات میں ڈالا جاوے۔

راقم، مبلوک، (باقی دوسرے نمبر میں)

محمد احمد سلمہ اللہ الاحد کا عقیقہ

عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے مشکوئے معلے میں مولود مسعود کی خبر دوسری جگہ درج کی گئی ہے۔ اس بچے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے محمد احمد تجویز فرمایا۔ مبارک ہو۔

۱۷ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کو محمد احمد کا عقیقہ اور ختنہ کیا گیا۔ نواب صاحب قبلہ نے اس تقریب پر قادیان کی احمدی جماعت کو نہایت فراخدلی سے دعوت دی اور دل کھول کر خرچ کیا

اگرچہ ایسی دعوتیں جو کبھی کبھار نواب صاحب ایسے ذی ہمت بزرگوں ہی کی طرف سے ہو سکتی ہیں۔ مقامی ضعفاء اور غرباء کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض قومی ضرورتیں کھانے پینے کی آئی جیسکوں اور چٹخاروں سے زیادہ ضروری اور قیمتی ہوتی ہیں۔ ایسی دعوت پر ایک معتدبہ رقم خرچ ہوئی۔ اگر نواب صاحب قبلہ عقیقہ میں صرف دو بکروں کی ذبح پر ہی اکتفا کرتے۔ اور یہ کل رقم لنگر خانہ میں جو آج کل بہت زیادہ مدد کا محتاج ہو رہا ہے دے دیتے تو جہاں ایک طرف لنگر کو بہت بڑی قیمتی مدد ملتی وہاں ایک عمدہ نظیر ان لوگوں کے لئے قایم ہو جاتی جو ایسی تقریبوں پر دل کھول کر روپیہ صرف کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔ ایک وقت کی دعوت کا خرچ لنگر خانہ کے ایک مہینے کے خرچ کے کام آ سکتا تھا۔

تاہم میں یقین کرتا ہوں کہ نواب صاحب قبلہ ایسی روح اور قومی درد سے آشنا دل رکھنے والا بزرگ اپنے قومی انسٹیٹیوشنز کو بھی بخوبی یاد رکھیگا۔ بہرحال محمد احمد کی ولادت نے قومی خوشی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ پہلے پھولے اور قرۃ العین ہو کر جیئے!

❖

مبارکباد:- اسی ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے معصر قاضی ظہور الدین صاحب اکمل اسسٹنٹ ایڈیٹر تدبر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالے اسے نیک اور سعادتمند بنادے۔ اور وہ نافع الناس ہو کر جیئے! آمین!!!

Registered No. L 77

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴۷

ایڈیٹر:- شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دار الامان)



قادیان دار الامان سے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شائع ہوتا ہے

یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا
انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام